مینڈک

مِرے کنویں کے عظیم مینڈک
بڑے بڑے اور ضخیم مینڈک

کنویں کی منڈیر تک پہنچ کر
سروں کو کر کے ذرا سا اوپر

بلند آواز کہہ رہے ہیں
کہ ہم تو عظمت میں رہ رہے ہیں

طرح طرح سے پکارتے ہیں
کئی تو نعرے بھی مارتے ہیں

کہ ساری دنیا کی حسرتوں کے
کدورتوں اور نفرتوں کے

تمام حل ہم کو مل چکے ہیں
کنول یہ پانی میں کِھل چکے ہیں

Faqeer Sein

جنہیں ہیں درکار یہ بہاریں
وہ بس کنویں میں چھلانگ ماریں

اس آبِ یکتا کی آبرُو ہوں
وہ ایسا کر لیں تو سرخرُو ہوں

میں چاہ میں اِک ضعیف مینڈک
ڈرا ڈرا سا نحیف مینڈک

کنویں کا ماحول تک رہا ہوں
سہم رہا ہوں جھجک رہا ہوں

میں کیسے کہہ دُوں کہ جھوٹ ہے سب
یہاں تو رشوت کھسوٹ ہے سب

میں کیسے کہہ دُوں کہ دہشتیں ہیں
قدم قدم پر ہی وحشتیں ہیں

میں کیسے کہہ دُوں جہالتیں ہیں
بہت دگرگوں سی حالتیں ہیں

Faqeer Sein

میں کیسے کہہ دُوں کہ پِس رہے ہیں
ہم اپنے دانتوں کو گِھس رہے ہیں

میں کیسے کہہ دُوں کہ ظلمتیں ہیں
بیاں کی حد تک ہی عظمتیں ہیں

میں کیسے کہہ دُوں کہ دُور رہنا
فریب میں مت حضور رہنا

بلند میری جو صوت ہوگی
میں جانتا ہوں کہ موت ہوگی

مِرے ہی جیسے انیک مینڈک
شریر مینڈک یا نیک مینڈک

چُرا کے نظریں نکل رہے ہیں
اور اپنا مسکن بدل رہے ہیں

فرار کو دل مچل رہے ہیں
نہیں تو ہاتھوں کو مل رہے ہیں

Faqeer Sein

مگر میں ایسا نہ کر سکوں گا
میں سہما سہما یہیں رہونگا گا

اٹل ہے مندر سے جسکا بندھن
میں اپنے غالب کا وہ برہمن

بس اپنے گلشن کی آبیاری
وفا بشرطیکہ استواری

جو ساتھ میرے رواں دواں ہے
وہ ایک امیدِ ناتواں ہے

کبھی تو رخصت یہ رات ہوگی
روانہ غم کی برات ہوگی

حصارِ وحشت کو مات ہوگی
یہ ہو سکے گا تو بات ہوگی

میں حیرتوں کا سفیر مینڈک
درُونِ قیدِ ضمیر مینڈک

بس ایک سائیں فقیر مینڈک

Faqeer Sein